اُدھار کی صورت میں زائد قیمت وصول کرنا

سوال :- آج کل تجارت میں یہ رواج چل پڑا ہے کہ جو خرید و فروخت نقد رقم دے کر کی جائے اس کا بھاؤ بازار کے مطابق اور جو سودا ادھار لیا جائے اس کی قیمت بازار کے نرخ سے کچھ زائد وصول کی جاتی ہے۔ نقد اور ادھار میں قیمتوں کا تفاوت اب عام ہوتا جا رہا ہے۔ مفلس لوگ اپنی مجبوری کی بنا پر جانتے بوجھتے زیادہ قیمت ادا کر دیتے ہیں اور تاجر غریبوں کی بے بسی سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اب حل طلب سوال یہ ہے کہ کیا اس قسم کی سودا بازی از روئے شریعت جائز ہے؟ کیا زیادہ رقم وصول کرنا سود کی تعریف میں نہیں آتا۔ براہِ نوازش اس بارے میں پورے پورے دلائل کے ساتھ حقیقت کو واضح فرمائیں تاکہ جو لوگ فی الواقعی شریعتِ پاک کی پیروی کرنا چاہتے ہیں وہ پورے اطمینان اور شرحِ صدر کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہو سکیں۔

جواب :- نقد قیمت کم اور اُدھار کی قیمت زیادہ رکھنے کے بارے میں تین احادیث مروی ہیں۔ پہلی حدیث جامع ترمذی، کتاب البیوع میں یوں مروی ہے: عن ابی ھریرۃ قال نھیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیعتین فی بیعۃ، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک معاملہ میں دو معاملے کرنے سے منع فرمایا ہے:" امام ترمذیؒ نے دو طریقوں سے روایت کرتے ہوئے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے اور پھر فرمایا ہے کہ اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے اور بعض اہلِ علم نے اس بیع کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں تیرے ہاتھ یہ کپڑا نقد دس میں اور ادھار بیس میں بیچتا ہوں اور یہ طے نہ کرے کہ وہ نقد بیچ رہا ہے یا ادھار۔ البتہ اگر کسی بات پر تصفیہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں"۔ (یعنی یہ کہ آیا مال نقد اس قیمت پر بیچا اور خریدا جا رہا ہے جو نقد خریدنے کے لیے تجویز ہوئی ہے، یا ادھار کے لیے تجویز ہوئی ہے)۔ آگے امام شافعی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ میں اپنا مکان تیرے ہاتھ اس شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ تو اپنا غلام میرے ہاتھ فروخت کرے۔ یہ حدیث سنن نسائی میں بھی انہی الفاظ کے ساتھ آئی ہے اور اس حدیث کے باب کا عنوان یہ مقرر کیا ہے: یقول ابیعک ھذہ

اسلعة بمائة درھم نقداً وبمائتی درھم نسیئة ۔

دوسری حدیث مسند احمد میں ہے جس کے الفاظ ہیں: نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن صفقتین فی صفقة یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سودے میں دو سودوں سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث کے راوی سماک اس کی تشریح یوں کرتے ہیں: ھو الرجل یبیع البیع فیقول ھو بکذا او ھو بنقد بکذا وکذا ۔ ایک آدمی ایک چیز بیچتے ہوئے کہتا ہے: ادھار کی قیمت یہ ہے اور نقد کی یہ۔ بہرحال ان دونوں احادیث کی ایک تاویل یہ بھی کی جاسکتی ہے کہ نقد اور ادھار کی قیمتوں میں تفاوت مطلقاً ناجائز ہے۔ اس تاویل کے قائلین میں سے قابلِ ذکر اصحاب امام اوزاعی اور امام ابن حزم ہیں۔ دوسری تاویل یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ تفاوت صرف اسی صورت میں ناجائز ہے جبکہ یہ بات صاف طور پر طے نہ ہو کہ سودا نقد ہوا یا ادھار۔ اس حدیث کی تیسری تاویل وہ بھی ہوسکتی ہے جیسے امام شافعی سے اوپر نقل کیا گیا ہے۔ مذاہبِ فقہیہ کے تتبع سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اکثریت تاویل اوّل کی قائل نہیں ہے، بلکہ دوسری یا تیسری تاویل ہی کو صحیح سمجھتی ہے۔

تیسری حدیث سنن ابوداؤد میں ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من باع بیعتین فی بیعة فلہ اوکسھما او الربا (جو شخص ایک سودے میں دو قیمتیں مقرر کرے تو وہ یا تو کم تر قیمت لے لے، یا پھر سود ہوگا)۔ اس حدیث سے دو باتیں صاف صاف معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ بیعتین فی بیعة سے مراد یہی ہے کہ نقد اور ادھار کی قیمت الگ الگ رکھی جائے، دوسری یہ کہ ادھار کی وجہ سے قیمت میں اضافہ سود ہے۔ اس حدیث کی کوئی دوسری تاویل محال ہے۔ نیل الاوطار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کے راویوں میں سے محمد بن عمرو بن علقمہ کے بارے میں کلام کیا گیا ہے، لیکن ابن حزم نے اُسے صحیح قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ فقد اخذ بھذا شریح ۔ ابن حزم نے پوری سند کے ساتھ شریح کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ: اقل الثمنین وابعد الاجلین او الربا ۔ باعتبار اسناد ممکن ہے کہ اس حدیث میں ضعف کا کوئی پہلو ہو، لیکن اس میں شک نہیں کہ مذکورہ بالا دو احادیث صحیحہ کی بھی کم از کم ایک

(باقی ملاحظہ